Fikr-o-Nasar (Islamabad) 35:2-3 (1997-98)

تحقیق مخطوطات کاایک جامع منہج اور طریق کار

نعیم اشرف نور احمد☆

میرے اس مقالہ کے موضوع کا تعلق تحقیق مخطوطات کے ایک جامع منہج اور طریق کار سے ہے' اور یہ مقالہ تحقیق مخطوطات کے مختلف تدریجی مراحل کے اعتبار سے مندرجہ ذیل مباحث پر مشتمل ہے:

۱۔ تحقیق مخطوطات کا مفہوم
۲۔ تحقیق کے لئے کسی کتاب کے قلمی نسخہ کا انتخاب
۳۔ متعدد قلمی نسخوں کی تلاش اور ان کا حصول:
۴۔ قلمی نسخوں کو جانچنے کے طریقے
۵۔ قلمی نسخوں کی درجہ بندی
۶۔ نقابل نسخ اور اس کے طریقے
۷۔ متن کتاب کے اوپر کام کی تفصیل
۸۔ حواشی
۹۔ مقدمہ کیسے لکھا جائے
۱۰۔ فہارس کی تیاری

تحقیق مخطوطات کا مفہوم

مخطوط کے معنی ہیں لکھا ہوا' مخطوطات سے مراد یہ ہے کہ انسان کا وہ علمی سرمایہ جو کسی تحریر کی شکل میں محفوظ ہو' خواہ اس کا تعلق کسی بھی زبان سے ہو' اور اس کی تحقیق سے مراد یہ ہے کہ اس ذخیرہ کو عصری تقاضوں کے مطابق صاف ستھرا کر کے افادہ عام کے لئے پیش کر دیا جائے' اس طرح کہ اس میں مندرجہ ذیل امور کی رعایت رکھی گئی ہو:

☆ . دارالقرآن' کراچی

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

۱۔ نصوص کتاب کی تصحیح' اس طرح کہ اس میں تصحیف و تحریف' سقوط' زیادتی' تکرار' تقدیم و تاخیر' املائی اغلاط' یا نحوی اغلاط کی نشاندہی اور اصلاح کی جائے' اس میں کتاب کے مختلف نسخوں کے تقابل اور کتاب کے اصل ماخذ سے بھی مدد لی جاتی ہے۔

۲۔ اس میں مذکور منقول عبارتوں کی توثیق' تخریج حوالہ جات۔

۳۔ حواشی میں ضروری مقامات' اشخاص' یا متن میں ابہام سے متعلق مزید توضیح و تشریح۔

۴۔ اس کے شروع میں ایک مقدمہ لکھا جائے جس میں کتاب اور صاحب کتاب کا مکمل تعارف' محقق کے کئے ہوئے کام کی تفصیل اور منہج کو بیان کیا جائے۔

۵۔ کتاب کے آخر میں فہارس مفیدہ کا اضافہ کیا جائے جس میں کتاب میں مذکور آیات و احادیث' اشخاص' مقامات' موضوعات اور اصطلاحات وغیرہ کو ابجدی ترتیب سے ذکر کیا جائے۔

تحقیق کے لغوی معنی ہیں حق کو ثابت کرنا' اس اعتبار سے محقق کی ذمہ داری ہے کہ وہ برابر اس کوشش میں لگا رہے کہ آیا واقعی مصنف نے وہی لکھا تھا جیسا کہ مخطوطہ میں ہے یا یہ کہ اس میں کوئی تبدیلی واقع ہو چکی ہے' یہاں تک کہ پوری نص کتاب منقح و مصحح ہو کر سامنے آ جائے۔

تحقیق مخطوطات جیسے اہم کام کے لئے ضروری ہے کہ محقق ضروری علمی صلاحیتوں کا مالک ہو اگر محقق ان صلاحیتوں سے آراستہ نہ ہو گا تو اس کا تحقیقی کام ہرگز قابل توجہ نہیں قرار پا سکتا' اور ضروری صلاحیتوں کا تعین مخطوطہ کتاب کی زبان' موضوع' اور کیفیت و نوعیت کے لحاظ سے مختلف ہو سکتا ہے۔

قلمی نسخہ کا انتخاب

اس سلسلہ میں بنیادی طور پر سب سے اہم بات یہ ہے کہ محقق اپنی تحقیق کے لئے ایسی کتاب کا انتخاب کرے جس کے موضوع سے اس کو مناسبت ہو ورنہ یقینی طور پر وہ تحقیق کا حق ادا نہ کر پائے گا۔

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھا جائے:

۱۔ اہم کو کم اہم یا غیر اہم پر ترجیح دے۔

۲۔ اصول کو فروع پر ترجیح دے۔

۳۔ اپنی توانائیاں ایسی کتاب کی تحقیق پر صرف کرے جو اس سے قبل کبھی نہ شائع

ہوئی ہو بہ نسبت اس کتاب کے جو پہلے شائع ہو چکی ہو۔

البتہ جو کتب غیر محقق شائع ہوئی ہوں یا کسی ایسے مخطوطہ کی مدد سے شائع ہوئی ہوں جو صحت کے اعتبار سے اعلیٰ درجہ کا نہ ہو اور اس کی اشاعت کے بعد کچھ مزید نسخے دریافت ہو چکے ہوں جو صحت کے اعتبار سے زیادہ بہتر ہوں تو ان کی مزید تحقیق کی جا سکتی ہے۔

متعدد قلمی نسخوں کی تلاش اور ان کا حصول

تحقیق مخطوطات کے سلسلے میں یہ مسلمہ اصول ہے کہ منتخب کردہ کتاب کے جتنے بھی اہم اور ممکن الحصول نسخے ہوں ان کی اصل یا مائیکرو فلم یا فوٹو اسٹیٹ کاپی حاصل کرنے کے لئے حتیٰ المقدور کوشش کرنا ضروری ہے' ان سب سے استفادہ کرنا چاہیے' اس کے بغیر تحقیق کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ جب تک معلوم شدہ نسخے جن کا ملنا ممکن ہو فراہم نہ ہو جائیں محقق کو کام شروع نہیں کرنا چاہیے۔

مندرجہ ذیل کتب مخطوطات کے بارے میں اہم معلومات فراہم کر سکتی ہیں:

کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون لحاجی خلیفۃ هدیۃ العارفین للبغدادی

خزائن الکتب العربیۃ فی الخافقین لفیکونت فلیپ دی طرازی

تاریخ الادب العربی لبروکلمان

تاریخ آدب اللغۃ العربیۃ لجرجی زیدان

الفهرست لابن الندیم

کتاب فواد سرکیس

نوادر المخطوطات لعبد السلام هارون

نخب الذخائر لابن الاکفانی

معجم ما استعجم للبکری

معجم المطبوعات العربیۃ

قلمی نسخوں کو جانچنے کے طریقے

اگر ایک سے زیادہ قلمی نسخے حاصل ہو جائیں تو سب سے پہلے یہ طے کرنا چاہیے کہ تحقیق

کے دوران کس نسخہ کو اصل قرار دیا جائے اور کس کو ثانوی حیثیت دی جائے' اس مقصد کے لئے تمام نسخوں کا گہری نظر سے اول تا آخر مکمل جائزہ انتہائی ضروری ہے بالخصوص:

۱۔ مخطوطہ کے کاغذ کو دیکھئے کہ وہ کس قسم کا ہے' اس طرح اس کو مخطوطہ کی عمر کا صحیح اندازہ لگانے میں مدد ملے گی اور وہ ان تاریخوں سے دھوکہ نہیں کھائے گا جو اکثر مخطوطات کے شروع اور آخر میں لکھی ہوئی ہوتی ہیں۔

مخطوطہ کا ظاہری طور پر خستہ پن یا دیمک زدہ ہونا اس کے واقعی قدیم ہونے کی یقینی نشانی نہیں ہوتی' بلکہ بعض اوقات یہ علامات مخطوطہ پر صرف پچاس سال گزرنے پر ہی نمودار ہو جاتی ہیں۔

۲۔ مخطوطہ میں استعمال کی گئی روشنائی سے بھی اس کے زمانہ کا تعین کیا جا سکتا ہے۔

۳۔ اسی طرح مخطوطہ کے انداز تحریر کا جائزہ' اس لئے کہ ہر زمانہ کا الگ ہی انداز تحریر ہوتا آیا ہے' ماہرین اپنے تجربہ سے اس کا پتہ چلا لیتے ہیں کہ یہ کس دور کا انداز تحریر ہے۔

۴۔ مخطوطہ کے شروع میں کتاب کے نام کا جائزہ' اسی طرح ان تحریروں کا جائزہ جو کتاب کے شروع میں اس کے مختلف مالکوں نے اپنی ملکیت کے اظہار کے لئے لکھی ہوئی ہوتی ہیں' یا اپنے نام کی مہریں لگائی ہوئی ہوتی ہیں' یا بعض علماء کی طرف سے کتاب پر اجازات تحریر ہوتی ہیں' یا بعض مصححین یا قارئین کے ملاحظات ہوتے ہیں' ان سب کے جائزہ ان سے مفید معلومات حاصل ہو جاتی ہیں۔

۵۔ ابواب و فصول کا جائزہ لینا چاہیے جس سے یہ معلوم ہو گا کہ آیا یہ نسخہ مکمل ہے یا ناقص۔ اسی طرح متقدمین کی عادت تھی کہ وہ ہر صفحہ کے آخر میں اگلے صفحہ کا پہلا کلمہ لکھ دیتے تھے' تو محقق کو چاہیے کہ تمام صفحات کا تتبع کر کے نسخہ کے مکمل ہونے کا اطمینان کر لے۔

۶۔ مخطوطہ کے آخری صفحہ کا جائزہ لینا چاہیے بسا اوقات آخر میں کتاب کا یا کاتب کا نام اور نسخہ کے نقل کی تاریخ مل جاتی ہے۔

قلمی نسخوں کی درجہ بندی

قلمی نسخوں میں سب سے اہم وہ قلمی نسخے ہو سکتے ہیں جو خود مولف کے اپنے ہاتھ کے تحریر کردہ ہوں اور جن کے بارے میں کچھ ایسے شواہد پائے جاتے ہوں کہ یہ واقعی صاحب تصنیف کا اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا قلمی نسخہ ہے' ایسے قلمی نسخہ کو نسخة الام کہا جاتا ہے۔

دوسرے درجہ پر ایسے قلمی نسخے آسکتے ہیں جو مصنف کے تحریر کردہ نسخہ سے نقل کئے گئے ہوں اور ان کا مصنف کے اصل نسخہ سے مقابلہ بھی کرلیا گیا ہو۔

یا وہ مصنف کی نظر سے گذر چکے ہوں اس کا فیصلہ نہایت احتیاط کے ساتھ کیا جانا چاہیے کہ واقعۃً" کوئی نسخہ مصنف کی نظر سے گزرا ہے یا نہیں' اس سلسلہ میں بطور خاص وہ نسخے رکھے جاسکتے ہیں جو مصنف کے ایماء پر بڑے اہتمام سے تیار کئے گئے ہوں یا جن کی تیاری میں مصنف کے کسی خاص شاگرد نے حصہ لیا ہو۔

تیسرے درجہ میں وہ نسخہ ہو گا جو کسی ایسے نسخہ سے منقول ہو جس کی توثیق مصنف نے کی ہو۔

چوتھے مرتبہ میں وہ نسخہ ہو گا جس کو کسی محقق عالم نے تحریر کیا ہو۔

پانچویں مرتبہ میں وہ نسخے ہوں گے جن کا نسبی سلسلہ مجہول ہو اور جن میں مذکورہ بالا چار صفات نہ پائی جائیں۔ البتہ ان میں بھی ان نسخوں کو ترجیح حاصل ہو گی جن میں علامات مراجعت یا تصحیح پائی جائیں' جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس نسخہ کا کسی دوسرے نسخہ سے تقابل کیا گیا ہے' یا یہ کسی عالم کے زیر استعمال رہا ہے' مثلاً قدیم نسخوں میں بکثرت یہ ملتا ہے کہ جملہ یا مضمون کے آخر میں ایک گول دائرہ بنایا جاتا تھا' پھر اگر کسی نے اس کی مراجعت و تصحیح بھی کی ہوتی تھی تو مصحح جتنا پڑھتا جاتا اتنے حصہ میں گول دائرہ میں ایک نقطہ لگاتا جاتا جس سے یہ معلوم ہو جاتا تھا کہ یہ نسخہ تصحیح شدہ ہے۔

کسی نسخہ کا تاریخ کے اعتبار سے اقدم ہونا بھی ایک وجہ ترجیح بن سکتا ہے بشرطیکہ کوئی نسخہ اس کا معارض نہ ہو صحت متن' کاتب کی سلامتی قلم' عدم سقوط کلمات' کے اعتبار سے یا اس اعتبار سے کہ یہ نسخہ کسی دور کے جید علماء کو پڑھ کر سنایا گیا ہو اور انہوں نے اپنے سماع کی تصدیق کی ہو' یا اس کے اوپر معروف علماء کی اجازات ثبت ہوں۔

بہرحال استفادہ تمام نسخوں سے ضروری ہو گا۔

یہاں یہ واضح رہے کہ کسی مخطوطہ کی صاف ستھری تصویر یا فوٹو اسٹیٹ کاپی اس مخطوطہ کے قائم مقام سمجھی جائے گی بشرطیکہ تصویر میں کوئی خامی یا نقص نہ رہ گیا ہو۔

تقابل نسخ اور اس کے طریقے

اس مرحلہ میں مندرجہ ذیل چند امور بہت ضروری ہیں:

۱۔ ضروری ہے کہ محقق اپنے آپ کو حاصل شدہ مخطوطات سے مانوس کرے اور ان مخطوطات کو پڑھنے کی خوب مشق کرے، خصوصاً ان مخطوطات کو جن میں نقطوں کا استعمال پوری طرح نہ کیا گیا ہو یا نقطوں کا استعمال تو ہو لیکن معروف طریقہ پر نہ ہو، یا وہ خط کوفی میں یا خط اندلسی یا خط مغربی میں لکھے گئے ہوں۔ اسی طرح ہر کاتب کا کتابت میں اپنا انفرادی مزاج ہوتا ہے جو بار بار پڑھنے سے ہی سمجھا جا سکتا ہے۔

۲۔ ان رموز و اشارات کو سمجھنا بے حد ضروری ہوتا ہے جو بعض مخطوطات میں عبارت کی صحت، خطا، ضعف، بیاض، احتمالات، اضافہ، تقدیم و تاخیر وغیرہ کے بیان کے لئے لکھے جاتے ہیں جن کی تفصیل اس فن کی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔

۳۔ ضروری ہے کہ بعض کلمات و عبارات کے ان رموز و اختصارات کو سمجھا جائے جو مخطوطات میں عموماً اور کتب حدیث میں خصوصاً بکثرت استعمال ہوتے ہیں۔ جن کی تفصیل اس فن کی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔

۴۔ ضروری ہے کہ مصنف کتاب کے اسلوب سے، اس کے اختصاصات و مزاج و علاوات سے مناسبت پیدا کرے اس لئے کہ ہر مصنف کا کسی تالیف میں خاص نظریہ ہوتا ہے یا خاص واقعات ہوتے ہیں یا خاص اشخاص ہوتے ہیں جن کا اس کی تصانیف میں بار بار ذکر آتا رہتا ہے۔ بلکہ زیادہ بہتر ہو گا کہ اسی مصنف کی دوسری تصنیفات کو بھی زیر مطالعہ رکھے اس طرح اس کو عبارات میں ایک خاص ربط محسوس ہو گا جس سے اس کو متن کی تصحیح میں بڑی مدد ملے گی۔

۵۔ ضروری ہے کہ محقق کتاب کے موضوع سے مناسبت پیدا کرے تاکہ وہ کتاب کی عبارات کو صحیح طور پر سمجھ سکے، خطا اور صحت کے درمیان تمیز علی وجہ البصیرۃ کر سکے، اگر وہ کتاب کے موضوع کو نہیں سمجھے گا تو بہت ممکن ہے کہ وہ صحیح کو غلط اور غلط کو صحیح قرار دے

جب کسی ایک نسخہ کو اصل یا ام قرار دے دیا جائے تو پھر مرحلہ آتا ہے نسخوں کے تقابل کا، چونکہ تمام مخطوطات یکساں نہیں ہوتے وہ سب مختلف ہاتھوں کے مختلف ادوار میں مختلف صلاحیتوں کے مالک اشخاص کے تحریر کردہ ہوتے ہیں، چنانچہ اس میں مختلف اقسام کی تبدیلیاں واقع ہو جاتی ہیں، اور کسی قلمی نسخہ میں جو تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں ان کی اپنی سببی نوعیت کے لحاظ سے مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

۱۔ ترمیم: نامعلوم اسباب کے تحت ہونے والی تبدیلیاں جن میں سہو نظر اور لغزش قلم کو بھی

داخل سمجھنا چاہیے۔
۲۔ تعبیر: جس میں مبہم لفظ کی وضاحت کے لئے کسی عبارت کو بڑھایا گیا ہو۔
۳۔ تنسیخ: جس میں جان بوجھ کر کسی متن یا اجزائے متن کو منسوخ کیا گیا ہو۔
۴۔ تصحیح: صاحب کتاب نے خود اپنی خواہش اور مقصد کے مطابق عبارت میں کوئی تبدیلی کی ہو۔
۵۔ تصحیف یا تحریف: صاحب کتاب کے علاوہ کسی دوسرے شخص نے متن یا اجزائے متن میں کوئی تبدیلی کی ہو۔

اس کا فیصلہ کرنے کے لئے کہ متن میں کہاں کس نوعیت کی غلطی موجود ہے ضروری ہو گا کہ تمام نسخوں کی عبارات کا آپس میں مقارنہ کیا جائے اور اس کے دو طریقہ ہو سکتے ہیں:

ا۔ محقق نے جس نسخہ کو اصل قرار دیا ہے اس کو سامنے رکھ کر دوسرے نسخے سے عبارات کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے سطر بسطر ملاتا چلا جائے' اور جہاں کہیں اختلاف پایا جائے اس کو حواشی میں بیان کر دیا جائے گا۔ جب ایک نسخہ سے فارغ ہو تو دوسرا نسخہ لے لے اور اسی طرح تمام نسخوں کا اصل سے تقابل کرتا چلا جائے۔

۲۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ محقق اپنے ساتھ مزید کچھ ذی علم' اصحاب کو شریک کرے مثلاً اگر اس کے پاس اصل قرار دئے گئے نسخہ کے علاوہ دو مزید نسخہ ہیں تو اپنے ساتھ مزید دو حضرات کو شریک کرے اور محقق نسخة الاصل پڑھ کر ان کو سنائے' اور جس کے نسخہ میں بھی اختلاف' سقوط یا اضافہ آئے وہ محقق کو مطلع کرے کہ میرے نسخہ میں عبارت اس طرح ہے۔

یہ دوسرا طریقہ عمل کے اعتبار سے زیادہ آسان ہے۔

بہتر ہو گا کہ ہر نسخہ کو کام کی ابتداء میں ہی ایک مختصر علامتی نام دے دیا جائے' یہ علامت مقرر کرتے وقت' جگہ جہاں سے یہ نسخہ حاصل ہوا ہے' یا مالک نسخہ' یا کتب خانہ کا نام پیش نظر رکھنا چاہیے۔

اس طرح اختلاف نسخ کا بیان سہل اور مختصر ہو جائے گا۔

متن کتاب سے متعلق تفصیلات

یہ تحقیق مخطوطات کا سب سے اہم مرحلہ ہوتا ہے اس مرحلہ میں محقق اس قلمی نسخہ کی عبارات کو جس کو اس نے اپنی تحقیق کے لئے اصل قرر دیا تھا بقیہ تمام نسخوں کے تقابل کی روشنی

میں اپنے ہاتھ سے صاف ستھرے انداز میں املاء کے موجودہ قواعد و آداب کے مطابق نقل کرتا ہے' اور یہ اہم کام محقق کو خود انجام دینا ضروری ہے اس لئے کہ وہی زیادہ بہتر طور پر متن کتاب کی مشکلات اور ان کے حل تلاش کر سکتا ہے۔

تحقیق سے مراد یہ ہے کہ محقق کتاب کے مصنف کی عبارات کو حتی الامکان من و عن اسی طرح پیش کر دے جس طرح کہ مصنف نے تحریر کی تھیں کمیت کے لحاظ سے بھی اور کیفیت کے اعتبار سے بھی۔

یہ بات خوب اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ تحقیق کا مطلب نہ تو تحسین عبارات ہے نہ تصحیح اسلوب ہے' نہ تصحیح نظریات' یعنی نہ تو یہ مطلوب ہے کہ مصنف کی عبارات کو بدل کر زیادہ بہتر الفاظ کا انتخاب کیا جائے اور نہ ہی یہ مقصود ہے کہ مصنف کے اسلوب کو بدل کر کوئی اور زیادہ بہتر اسلوب اختیار کیا جائے' یا اگر مصنف نے کوئی بات خلاف واقع بیان کی ہے اس کو تبدیل کر کے واقعہ کے مطابق کر دیا جائے۔

یہ کتاب اور اس کی عبارات تو مصنف کی امانت ہیں ان میں کسی قسم کا ردوبدل نہیں کیا جاسکتا' ہاں البتہ اگر کسی غلطی کی نشاندہی کرنی ہو یا اپنا موقف ذکر کرنا ہو تو اس کے لئے حواشی اور تعلیقات سے کام لیجئے متن کتاب میں کوئی تبدیلی نہ کریں۔

آیات قرآن کریم کا حکم اس سے مختلف ہے اگر ان کی نقل میں مصنف نے تساہل سے کام لیا ہے اور آیات کو پوری دقت کے ساتھ نہیں لکھا ہے تو اس سے تسامح نہیں کیا جائے گا بلکہ نص قرآنی کو ٹھیک ٹھیک مصحف کے مطابق نقل کیا جائے گا۔

جہاں تک احادیث نبویہ کا تعلق ہے تو اس میں بھی ضروری ہے کہ احادیث کی تخریج کر کے صحت متن کا تیقن کیا جائے اور اگر کچھ تفاوت محسوس ہو تو احادیث میں تعدد روایات کے پیش نظر متن میں تو کوئی تبدیلی نہ کی جائے بشرطیکہ یہ یقین ہو کہ مصنف نے اسی طرح لکھا تھا' البتہ حاشیہ میں صحیح روایت اور الفاظ حدیث بیان کر دینے چاہئیں۔

اسی طرح ضرب الامثال اور اشعار کا حکم ہے کہ اصل مراجع سے رجوع کر کے تحقیق کی جائے' البتہ مصنف کی ذکر کردہ روایت کا بھی احترام کیا جائے اور متن میں اس کو برقرار رکھا جائے' خاص کر اس صورت میں جبکہ مصنف اپنی ذکر کردہ روایت سے کوئی حکم مستنبط کر رہے ہوں۔

جہاں تک تقابل نسخ کے ذریعہ حاصل شدہ اختلاف عبارات کا تعلق ہے' اس میں دو قول ہیں : بعض حضرات کا کہنا ہے کہ اگر اصل کی عبارت غلط بھی ہو تو اس کو اپنے حال پر رکھیں اور صحیح روایت کو حاشیہ میں بیان کیا جائے' الا یہ کہ بالکل بدیہی غلطی ہو جس کا غلط ہونا اظہر من الشمس ہو' تو اس کی صلب کتاب میں اصلاح کی جاسکتی ہے' اور اسی قول کو شیخ عبدالسلام ہارون نے اپنی کتاب "تحقیق النصوص" میں ترجیح دی ہے۔

جبکہ بعض حضرات کے نزدیک محقق جس روایت کو زیادہ صحیح خیال کرتا ہے اس کو صلب کتاب میں رکھے خواہ وہ نسخة الاصل کے مخالف ہو' اور بقیہ روایات کو حواشی میں بیان کرے' اس قول کو استاد محمد نغش اپنی کتاب "كيف تكتب بحثا او تحقق نصا" میں ترجیح دی ہے' اور افادہ کے اعتبار سے یہ قول زیادہ راجح معلوم ہوتا ہے۔

اختلافات نسخ میں عموماً" وہی اختلافات درج کرنے چاہئیں جو معنی دار ہوں مہمل و بے معنی الفاظ کو داخل کرنا سعی لاحاصل ہے اس لئے کہ اختلافات کے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ متن کی تحقیق کے سلسلہ میں غور و فکر کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہے چونکہ مہمل لفظوں سے اس سلسلہ میں کوئی مدد نہیں ملتی لہذا ان کا عدم ذکر ہی اولی ہے۔

بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مخطوطہ کی عبارت سمجھ میں نہیں آتی ہے اور نہ دوسرے نسخوں سے مسئلہ حل ہوتا ہے تو ایسی شکل میں مندرجہ ذیل طریقوں سے مدد لی جا سکتی ہے۔

۱۔ مولف کی دیگر تصنیفات خواہ مطبوع ہوں یا مخطوطہ' ان سے مدد مل سکتی ہے۔

۲۔ وہ کتب جن کا براہ راست اس تحقیق پذیر کتاب سے تعلق ہو مثلاً اس کتاب کی شروح یا مختصرات یا تہذیبات ان سے بھی مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔

۳۔ اسی طرح بعد کی وہ تصنیفات جن میں اس تحقیق پذیر مخطوطہ سے استفادہ کیا گیا ہو اور اسی کتاب کے حوالہ ملتے ہوں' مثلاً ہمارے ہاں ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی میں آج کل فقہ حنفی کی عظیم الشان ذخیرہ "المحیط البرهانی" پر کام جاری ہے اور یہ کام ۲۵ جلدوں میں مکمل ہونے کی امید ہے۔ کم و بیش ۱۵ جلدوں پر کام مکمل ہو چکا ہے۔ ہمارے پاس اس کتاب کے پانچ مختلف قلمی نسخے ہونے کے باوجود بے شمار مقلات حل طلب رہے۔ اس ضمن میں مطبوعہ فتاویٰ تاتارخانیہ سے مدد ملی کہ اس میں محیط کے حوالے بکثرت ملتے ہیں۔

۴۔ اسی طرح مصنف کے اصل مراجع و ماخذ سے بہت مدد مل جاتی ہے' کہ جس عبارت میں

شک ہو یا غلل پایا جاتا ہو ان عبارتوں کو اصل ماخذ میں نکال کر صحیح کر لیا جائے۔

۵۔ اسی موضوع پر معاصر مصنفین کی تصنیفات۔

۶۔ اسی طرح ہر موضوع کی وہ کتابیں جو اس موضوع میں ریفرنس کا درجہ رکھتی ہوں۔

جب محقق قلمی نسخہ کو نقل کرے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ علامات ترقیم کا استعمال کرے' ان علامات کے استعمال سے عبارات کا سمجھنا آسان ہو جاتا ہے اور قاری فہم عبارت میں غلطی سے بچ جاتا ہے۔

اہم علامات ترقیم اور ان کا استعمال درج ذیل ہے:

' اس علامت کے استعمال کا بنیادی مقصد تو یہ ہے کہ جس طرح بولنے والا ایک سانس میں نہیں بولتا چلا جاتا' بلکہ مناسب وقفوں میں سانس لے لے کر اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتا ہے' اسی طرح تحریر میں بھی قاری کو موقع فراہم کیا جائے کہ وہ مناسب وقفوں سے ٹھہر ٹھہر کر اپنا مطالعہ جاری رکھ سکے' ویسے قاعدہ اور رواج یہ ہے کہ اس علامت کا استعمال زیادہ تر دو مربوط جملوں کے' یا مفردات معطوفہ کے درمیان ہوتا ہے' یا قسم' یا منادی کے بعد ہوتا ہے۔

: اس علامت کا استعمال کسی اجمال کے بعد تفصیل کے بیان سے قبل کیا جاتا ہے' مثلاً قول کے بعد مقولہ سے پہلے' اقسام کے بیان کے لئے' یا مبہمات کے بیان کے لئے۔

اس علامت کا استعمال سبب کے بعد مسبب سے پہلے ہوتا ہے۔

؟ علامت استفہام جملہ استفہامیہ کے آخر میں استعمال ہوتی ہے۔

! تعجب یا تاثر کے اظہار کے لئے استعمال ہوتی ہے۔

- یہ علامت جملہ معترضہ کے شروع اور آخر میں استعمال کی جاتی ہے۔

" " یہ علامتیں اقتباس کے شروع اور آخر میں استعمال کی جاتی ہیں۔

[ ] ان کے درمیان عموماً نمبر لکھے جاتے ہیں یا تفسیری کلمات یا تفسیری جملے تحریر کیے جاتے ہیں۔

_ اگر شمار کے لئے نمبر یا حروف ذیلی عنوان میں آ جائیں تو ان کے بعد یہ علامات استعمال ہوتی ہیں۔

... یہ علامت ہے اس بات کی کہ یہاں سے کچھ عبارت محذوف ہے۔

[ ]   ان کے درمیان لکھنے والا کسی دوسرے کی عبارت میں اضافہ کرتا ہے۔

اسی طرح محقق کے لئے ضروری ہے کہ جب وہ مخطوطہ کو نقل کرے تو موضوع کے ہر اہم جزء کو جملوں میں تقسیم کرتا چلا جائے۔ اس چیز کا اہتمام متقدمین کے ہاں نہیں پایا جاتا۔ اسی وجہ سے مخطوطات کے صفحات پورے کے پورے عبارت سے بھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اگر کلام کے اجزاء کو مناسب انداز میں پیراگرافوں میں تقسیم کر دیا جائے تو قاری کو پڑھنے اور سمجھنے میں بڑی سہولت ہوتی ہے اور اس کی طبیعت اکتاتی نہیں ہے۔ ہر پیراگراف نئی سطر سے کچھ فاصلہ دے کر شروع کرنا چاہیے۔

اسی طرح محقق کو چاہیے کہ آیات' احادیث اور اقوال مقتبسہ کی حاشیہ میں تخریج کرتا جائے' اس طرح اس کے کام کے معیار اور وقعت میں اضافہ ہو گا۔

آیات کی تخریج میں سورۃ کا نام اور آیت نمبر کافی ہے۔

اور احادیث کی تخریج میں راوی کا نام اور امہات کتب حدیث جو براہ راست حدیث ذکر کرتی ہیں ان کا نام' حدیث نمبر اگر موجود ہے تو ذکر کرے ورنہ باب اور کتاب کا عنوان ذکر کر دے' اور معتبر حوالوں سے حدیث کے مرتبہ اور درجہ کا تعین کرے۔

اقوال مقتبسہ اگر مطبوعہ کتاب کے ہوں تو کتاب کا نام' مصنف کا نام' جلد نمبر اور صفحہ نمبر ذکر کرے' اس تخریج کے کئی فوائد ہیں ان میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ مصنف یا محقق کے استعمال کئے ہوئے مواد کے مستند ہونے کا پتہ چلتا ہے' دوسرے یہ کہ اگر کوئی شخص اسی موضوع پر یا موضوع کے کسی خاص پہلو سے متعلق زیادہ تفصیل سے جاننا چاہتا ہے تو آسانی سے وہاں تک اس کی رسائی ہو سکتی ہے۔

اسی طرح محقق کو چاہیے کہ وہ مشکل الفاظ پر اعراب و حرکات ڈالے' لیکن اس میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے پہلے مراجع سے صحیح تلفظ کا تیقن کرے پھر حرکات کا استعمال کرے۔

حواشی و تعلیقات

حواشی اور تعلیقات محقق کے کام کا اہم حصہ ہوتے ہیں یہ حواشی بجائے آخر کتاب میں ذکر کرنے کے متعلقہ صفحہ کے نچلے حصہ میں ذکر کرنے چاہئیں اس طرح مراجعت میں سہولت رہتی ہے' اور متن و حاشیہ کے درمیان ایک لکیر کھینچ کر فاصلہ رکھنا چاہیے۔ بہتر ہو گا کہ حاشیہ کے

حروف چھوٹے ہوں متن کے حروف سے تاکہ بآسانی دونوں میں تمیز کی جاسکے۔

ان حواشی میں محقق جہاں نسخوں کا اختلاف بیان کرتا ہے' آیات اور احادیث کی تخریج اور مصنف کے مراجع کے حوالے ذکر کرتا ہے' اشعار کے لئے شاعر کا نام اور دیوان کا حوالہ بیان کرتا ہے وہاں محقق کو یہ بھی چاہیے کہ جہاں کہیں مصنف کی عبارت میں غموض اور تعقید محسوس ہو حاشیہ میں اس کی بھی وضاحت کرے' اور کتب قدیمہ میں یہ غموض و تعقید بکثرت پائی جاتی ہے' لیکن اس میں اعتدال ضروری ہے ایسا نہ ہو کہ حواشی میں موضوع سے متعلق معارف قریبہ و بعیدہ کے سمندر اس طرح بہا دیئے جائیں کہ حواشی اصل کتاب سے زیادہ بھاری ہو جائیں' اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔

اسی طرح حواشی میں کرنے کا ایک مفید کام یہ ہوتا ہے کہ محقق کتاب کے مباحث کو آپس میں مربوط کرے' مثلاً اس طرح کہ مصنف بعض اوقات پیچھے گزرنے والی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے' تو محقق کو چاہیے کہ اس جگہ کا تعین کرے۔ اسی طرح بعض مصنف بعد میں آنے والی کسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے تو اس کی وضاحت کرنی چاہیے کہ یہ بات فلاں صفحہ پر فلاں بحث میں آنے والی ہے۔

اسی طرح مشکل الفاظ یا آدمیوں کے مشکل نام' جگہوں کے مشکل نام آجائیں تو ان کی مناسب تشریح اور وضاحت حاشیہ میں کرنی چاہیے۔

اسی طرح اگر کسی خاص موضوع سے متعلق رموزواشارات و اصطلاحات کا ذکر آجائے تو ان کی وضاحت بھی مستحسن ہو گی۔

مقدمہ

جب محقق مخطوطہ کی تحقیق کے عمل سے فارغ ہو جائے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک مقدمہ تحریر کرے جس میں مندرجہ ذیل امور بیان کئے جائیں۔

۱۔ مقدمہ کے آغاز میں مصنف سے متعلق معلومات' اس کے زمانے کا تعین اور علمی مرتبہ بیان کرنا ضروری ہو گا۔

۲۔ ثانیاً" کتاب کا تعارف' موضوع کی وضاحت' اس موضوع سے متعلق دیگر تصانیف کا ذکر اور زیر نظر کتاب کے موضوع پر لکھی گئی تحریروں سے تقابل کرنا ہوتا ہے۔

۳۔ اس کے بعد کتاب کے ان مخطوطات کی تفصیل بیان کرنا چاہیے جن پر اعتماد کر کے اس

نے تحقیق کی ہے' ہر نسخہ کا الگ الگ تعارف کرایا جائے۔ اس کی کمیت و کیفیت و نوعیت بیان کی جائے' اس کے شروع اور آخر میں پائی جانے والی اجازات و تصدیقات و تملیکات کی مہروں کا' پڑھنے والوں کے ملاحظات کو بیان کیا جانا چاہیے' نسخوں کی تاریخیں بیان کرنا چاہئیں' نیز واضح کیا جائے کہ اس نے اس تحقیقی کام میں کس نسخہ کو اصل بنایا ہے اور کیوں بنایا ہے۔

۴۔ اپنے منہج تحقیق کی وضاحت کے بعد' رموز اصطلاحات کی وضاحت بھی ضروری ہوتی ہے۔ نیز مصادر و مراجع کا مختصر تعارف کرایا جائے۔

طباعت کے وقت قلمی نسخہ کے ابتدائی اور آخری صفحات کی فوٹو کاپی شامل کر لینی چاہیے۔

فہرست سازی

تحقیق کا آخری مرحلہ فہرست سازی کا ہے' بلاشبہ اس دور میں فہرست سازی کے عمل کو بڑی اہمیت حاصل ہے' اور یہ ہے بھی نہایت مفید' اس سے عام قاری کو بھی فائدہ پہنچتا ہے اور تحقیق کرنے والوں کو بھی' قاری ایک نظر میں پوری کتاب کی ورق گردانی کیے بغیر یہ جان لیتا ہے کہ اس کتاب میں اس کے کام کی چیز ہے یا نہیں' اور اس طرح بہت سا وقت بچ جاتا ہے۔

لہذا نہ صرف آیات و احادیث و اعلام' و مقالات و اشعار' و کتب کی ابجدی فہرستیں بنانی چاہئیں بلکہ کتاب میں جتنے موضوعات ہوں سب کی ابدی فہرست بنانی چاہیے۔

فہرست سازی کا یہ عمل بہتر ہو گا کہ کتابت یا کمپوزنگ کے بعد انجام دیا جائے تاکہ کتاب کے صفحات پر صحیح نمبر درج کئے جا سکیں۔

اس مشکل سے بچنے کے لئے بعض محققین یہ طریقہ اختیار کرتے ہیں کہ پوری کتاب کے تمام پیراگرافوں پر مسلسل نمبر ڈال دیتے ہیں اور فہارس میں حوالہ پیراگراف کا دیتے ہیں' اس صورت میں فہرست سازی کا کام کتابت یا کمپوزنگ سے قبل بھی انجام دیا جا سکتا ہے۔

اس صورت میں مزید فائدہ یہ حاصل ہو گا کہ بعد میں اگر نئی کتابت کی بناء پر کتاب کے صفحات کی ترتیب اور نمبر بدل بھی جائیں تو فہارس متاثر نہیں ہوں گی۔

یہ وہ چند گزارشات ہیں جن سے تحقیق مخطوطات میں مدد لی جا سکتی ہے۔ تحقیق کے دوران ان کا جتنا خیال رکھا جائے گا کام کی اتنی ہی زیادہ وقعت ہو گی اور وہ زیادہ قابل اقتناء ہو گا۔

مراجع و مصادر

۱۔ تحقیق النصوص و نشرھا عبدالسلام ہارون

۲۔ ورقات فی البحث والکتابة عبدالحمید عبداللہ الھرامة

۳۔ کیف تکتب بحثا او تحقق نصا دکتور محمد نغش

۴۔ اردو میں اصول تحقیق، مرتبہ ایم سلطانہ بخش

★★